جہاد امام حسینؑ اور فطری آزادی کا پیغام

مولانا ناظم علی خیرآبادی
جامعہ حیدریہ مدینۃ العلوم، خیرآباد، مئو

حق و باطل کی معرکہ آرائی اور خیر و شر کے مابین محاذ سازی کو اگر اردو زبان میں مترادف کہا جائے تو غلط نہیں ہوگا ہر زبان کا صحیح ادب تحریر و تقریر حق کی قوتوں کے دوش بدوش نظر آتا ہے، واقعہ کربلا کا انصاف پسندی کے ساتھ مطالعہ حق و باطل اور خیر و شر کے درمیان امتیاز کی بہترین مثال پیش کرتا ہے، حق سے خیر کی نمود اور چین و سکون کا اظہار ہوتا ہے جبکہ باطل سے شر کا شہود اور اضطراب و بدامنی کا اعلان۔ واقعہ کربلا میں ایک جانب خیر و حق کے راہبر فرزند علیؑ و بتولؑ نواسہ رسولؐ حضرت امام حسینؑ اور ان کے اصحاب و انصار، اعزہ و اقرباء تھے دوسری جانب غاصب شام معاویہ بن ابوسفیان کا بیٹا یزید اور اس کے ہم نوالہ و ہم پیالہ زرخرید مال دنیا کی حرص و ہوس کے نشہ میں چور افراد تھے جو باطل کے گرد چکر لگا رہے تھے اور شر ان کے دل و دماغ، فکر و خیال کی تمام راہداریوں کو اپنے حصار میں لئے تھا۔

معرکہ کربلا باطل اور شر کے خلاف امام حسینؑ اور ان کے ساتھیوں کے جہاد عظیم کا نام ہے جبکہ اسے اگر دنیاوی مادی جنگوں کے آئینہ میں دیکھا جائے گا تو اس کے معنی صحیح نقوش سامنے نہیں آئیں گے اور حقیقی معرفت بھی پیدا نہ ہوگی کیونکہ دنیاوی جنگوں میں جارحیت کے بھیانک جرائم، لاکھوں انسانوں کی ہلاکت، تہذیب و ثقافت کی تباہی و بربادی انسانی لاشوں کا سجایا ہوا منظر نامہ، عظیم الشان کتب خانوں اور علمی فائدہ بخش آثار و نقوش کو نذر آتش کرنے، معاش و معیشت کو خراب کرنے، سماج و معاشرہ پر خوف و دہشت طاری کرنے، جبر و ظلم، انسانیت کشی اقدار کی پامالی کے ناگفتہ بہ واقعات موجود ہوتے ہیں، ایسے میں بخیال خود فاتح قوم کو سکندر اعظم، اشوک، چنگیز اور ہلاکو کے نام سے تاریخ کا ہیرو بنا کر پیش کیا جاتا ہے لیکن اگر ان کی فتح کو چشم قلب سے دیکھنے کی کوشش کی جائے تو انہیں قاتلوں کے گروہ کا سرخیل، ظلم و جبر کا علمبردار اور انسانی اقدار کے گورکن کے نام سے ہی یاد کیا جانا صحیح ہوگا دنیاوی جنگوں کے محرکات مادی، سیاسی، اقتصادی، دائرہ ملکی کی توسیع کے دارالحکومت کا پھیلاؤ ہوتے ہیں اسی لئے ان جنگوں کو جنگ زرگری کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

جنگ و جہاد کے معنی و مفہوم کی صحیح معرفت نہ رکھنے والے واقعہ کربلا کو بھی جنگ کا نام دیتے ہیں جبکہ واقعہ کربلا جہاد ہے یہ جہاد انسانی فلاح بہبود، فطری آزادی، امن وسکون کی بحالی، شیطانی اور طاغوتی پنجوں کی ظالمانہ گرفت سے نکلنے، جہالت کے اندھیرے، مشکلات اور شرافت بشری کے قاتلانہ دبدبوں اور حملوں سے تحفظ، حق و حقانیت کی جلوہ نمائی، بدعتوں کے رواج پر پابندی، ظلم وجور کی بیخ کنی اور عدل وانصاف کی کارفرمائی کیلئے ہوا ہے جبکہ جنگ میں بالادستی، برتری اور غالب ہونے کا تصور اس کے مادی محرکات کے ساتھ ہوتا ہے اس میں دوسرے مدمقابل کو مغلوب کرنے، شکست دینے، زیر نگین کرنے کے خیال میں جان لیوا روح فرسا اور انسانیت سوز طریقوں کا استعمال کیا جاتا ہے، جو فریق جتنا زیادہ شر انگیز اور شورش آسا ذرائع کو بروئے کار لاتا ہے وہ اتنا ہی بڑا فاتح مان لیا جاتا ہے۔

واقعہ کربلا کا مطالعہ اگر نگاہ حقیقت جو اور نظر انصاف پسند سے کیا جائے تو واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ یزید، ابن زیاد اور اس کے ہمنوا ظلم وجور، بربریت، سفاکیت اور اقدار انسانی کی سرکوبی، مال و جاہ دنیا کی تحریص کے ذریعہ اپنی ناجائز نسلی و عضبی حکومت کو سب سے تسلیم کرانا چاہتا تھا تا کہ اس کی درندگی و بہیمیت پر کوئی انگلی اٹھانے والا نہ ہو اور وہ اپنی انارکی اور وحشیانہ طریقہ سے امن و امان اور قوم وملت کی اصلاح و فلاح کو صلیب وداع پر چڑھا دے، اس جبر و استحصال قومی و ملی کو امام حسینؑ اور ان کے اصحاب نے دیکھا تو اس امت مسلمہ کی اصلاح کے پیش نظر قیام کیا جسے مرسل اعظمؐ نے خیر دنیا وآخرت سے آراستہ کرنے کی ہر ممکن سعی کی تھی اور جسے خلفائے بنی امیہ خصوصاً معاویہ اور اس کے بیٹے نے اپنی چالبازیوں اور دسیسہ کاریوں کے ذریعہ راہ مستقیم سے دور کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔

یزید نے تخت حکومت پر قبضہ کرتے ہی امام حسینؑ سے مطالبہ بیعت کیا، مدینہ کے گورنر کو خط لکھ کر امام حسینؑ سے بیعت طلب کرنے کا حکم دیا، امام حسینؑ نے گورنر کے طلب کرنے پر بھرے دربار میں انکار بیعت کیا امامؑ کا تاریخی یادگار جملہ:

"ویزید رجلٌ فاسق شاربُ الخمر قاتلُ النفس المحرمة معلنٌ بالفِسق، مِثلی لا یُبایعُ مثلَه"

میرے جیسا شخص یزید جیسے کی بیعت نہیں کرے گا، ماضی و مستقبل کے سلسلہ ہدایت کے علو مرتبہ رفعت کردار اور طہارت سیرت کا واضح بیان ہے کہ اس سلسلہ میں آدمؑ سے خاتمؐ تک کے مرسلین اور حضرت علیؑ سے لے کر امام زمانہؑ تک کے ائمہ معصومینؑ ہیں، اسی طرح یزید اور اس کے اسلاف کی بد عملی، بد کرداری اور انداز زندگی کی خرابیوں کا بین ثبوت ہے۔

ابن حجر ہیثمی شافعی نے صواعق محرقہ میں یزید کی بد کرداری کا نقشہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

"كانَ رَجُلاً يَنكحُ أمهاتِ الأولادِ والبَنات والأخواتِ ويَشربُ الخَمر ويدعِ الصلاةَ"

یزید ماں، بہن، بیٹی کی عصمت دری کرتا تھا، شراب خوار اور تارک الصلاۃ تھا۔

نیز صحابی رسول اکرمؐ عبد اللہ بن حنظلہ (فرزند غسیل الملائکہ) نے یزید کے بارے میں چشم دید بیان دیا ہے:

"إنا قدمنا من عند رجل ليس له دين يشرب الخمر و يعزف بالطنابير و يضرب عنده القيان و يلعب بالكلاب ويسامر الخراب والفتيان" ۔ (تاریخ طبری، ج ۴، ص ۳۶۸)

ہم ایسے شخص کے پاس سے آ رہے ہیں جو کسی دین کا پابند نہیں ہے وہ شراب خوار ہے، طنبور بجاتا ہے، گانے والی عورتوں کا صحبت نشین ہے، کتوں کے ساتھ کھیلتا ہے، رند مشرب لوگوں کے ساتھ قصوں، افسانوں میں زندگی گزارتا ہے۔

امام حسینؑ خاندان رسالت اور خانوادہ امامت و ہدایت کے عظیم ترین نمایندہ تھے انہیں معلوم تھا کہ میری یزید کی بیعت کا مطلب یہ ہوگا کہ میں نے یزید کو قابل مان لیا کہ میرے جیسا انسان اس کی بیعت کرے، یزید کی بیعت کے معنی یہ ہوں گے کہ اس کی غلامی کا طوق گلے میں ڈال لیں، یزید کیلئے جو بیعت لی جا رہی تھی اس میں یہ بالکل نہیں تھا کہ حاکم وقت کتاب خدا، سیرت و سنت پیغمبر خداؐ پر عمل کرے گا اور ایسا مان بھی لیا جائے بفرض محال تو بھی حسینؑ کا یزید کی بیعت کرنا شرعی اور قطعی طور پر ممکن نہ تھا کیونکہ امامؑ کے سامنے یزید کا گذشتہ اور موجودہ کردار تھا جو اس کی قطعی اجازت نہیں دیتا تھا۔ امام حسینؑ نے یزید کی بیعت سے صاف انکار کرکے انسانی عزت و شرافت، عظمت و رفعت کا بھرم رکھ لیا اس لئے تمام انسانیت کا دل امامؑ کی جانب کھنچتا ہے اور یزید سے بیزاری اور دوری کا بہانگ دہل اظہار کرتا ہے آج اگر انسانوں کے مجمع میں سوال کیا جائے تو ہر صاحب عقل و فکر و نظر خود کو حسینی کہنے میں فخر محسوس کرتا ہے اور کوئی اپنے کو یزیدی کہلوانا گوارا نہیں کرتا، چاہے اس کے اندر اسلامی قوانین واحکام کی باقاعدہ پابندی نہ پائی جاتی ہو۔

امام حسینؑ کا ارشاد گرامی ہے: إنَّما الحَياةُ عَقِيدَةٌ وَجِهَادٌ زندگی عقیدہ اور جہاد کا نام ہے۔

عقیدہ اصل اور جہاد اس کی فرع ہے کسی درخت کی سر سبزی اور شادابی اس کی اصل کے مضبوط و مستحکم ہونے کا پتہ دیتی ہے، تمام انبیاء واولیاء اور صالحین نے انسانی زندگی کو بارآور اور کامیاب بنانے کیلئے عقائد کو پیش کیا

اور اس کے تحفظ کیلئے مسلسل جہاد کی تاکید کی، جہاد کی راہ میں مخالف طاقتوں سے نبرد آزمائی انہیں بے نقاب کرنا بھی ضروری ہوتا ہے اس میں قربانی کا نذرانہ بھی پیش کرنا پڑتا ہے۔

نبض شناس انسانیت پیغمبر اسلامؐ نے جن الٰہی قوانین، اصول اور مجاہدانہ عمل سے قوم کے دامن حیات کو پر کرنے کی بھرپور کوشش کی تھی اس کی مخالفت کی آگ دور رسالتمآبؐ میں ان دلوں میں سلگ رہی تھی جو سابقہ جہالت اور جاہلیت کے دلدادہ تھے دل احکام الٰہی کے سامنے جھکا نہ تھا حالات کے پیش نظر زبان پر کلمہ اسلام جاری کر لیا تھا، پیغمبر اکرمؐ کی رحلت کے فوراً بعد یہ آگ سقیفہ میں دہکی اور خلافت نما جام جم کے ادوار میں کسی قدر اور بنی امیہ زمانہ اقتدار میں شعلہ ور ہو گئی، ابتدا میں اگر اسلامی آئینہ پر صرف گرد پڑی تھی تو کچھ عرصہ کے بعد وہ گرد جم گئی اور آخر میں اس نے زنگ کی صورت اختیار کر لی اور آئینہ کے صفا اور ضیا کا فقدان ہو گیا، اسلامی احکام کی پامالی اور علانیہ شریعت کی مخالفت پر بھی نام نہاد ذمہ داروں کی زبان پر پہرے اور ذہنوں پر تالے لگے تھے، اخلاف و اسلاف کے نقش قدم پر آگے بڑھ رہے تھے خشت اوّل کی کجی دیوار کو ثریا تک کج بناتی چلی جاتی ہے:

خشت اوّل چون نہد معمار کج　　　تا ثریا می رود دیوار کج

یزید کی حکومت کا زمانہ امت اسلامیہ کے افراد کی قیامت تک کیلئے ہلاکت کا نقشہ پیش کر رہا تھا، امت مرسل اعظمؐ نہایت تیزی کے ساتھ مادی ہوس کے نتیجہ میں آتش جہنم کی طرف پیش قدمی کر رہی تھی، ایسے وقت میں ایک نجات دہندہ اور مصلح کی ضرورت تھی جو امت کو جہنم سے چھٹکارا دلائے اور ہلاکت کے بحر بلاخیز میں غرق ہونے سے بچالے، اس ضرورت کا احساس کر کے امام حسینؑ نے اسلام کے تحفظ اور امت کی اصلاح کیلئے بے مثل قربانی دے کر عملی اقدام کیا اور جہاد کے مقدس مقصد کو بھی حاصل کیا اور حکومت کی جانب سے امت کی آنکھوں پر باندھی گئی پٹی کو کھول دیا، امامؑ نے مدینہ سے نکلتے ہوئے اپنے بھائی محمد حنفیہؒ کو خط میں جو جملے تحریر کئے تھے ان سے مقصد واضح طور پر سامنے آجاتا ہے۔

امامؑ نے خط میں بطور وصیت محمد حنفیہؒ کو لکھا:...إِنِّي لَمۡ أَخۡرُجۡ أَشِراً وَلَا بَطِراً وَلَا مُفۡسِداً وَلَا ظَالِماً وَإِنَّمَا خَرَجۡتُ لِطَلَبِ الإِصلَاحِ فِي أُمَّةِ جَدِّي (ﷺ) أُرِيدُ أَن آمُرَ بِالمَعۡرُوفِ وَ أَنۡهىٰ عِنِ المُنكَرِ... فَمَن قَبِلَنِي بِقَبُولِ الحَقِّ فَاللهُ أَولىٰ بِالحَقِّ وَمَن رَدَّ عَلَيَّ هٰذَا أَصۡبِرُ حَتّٰى يَقۡضِيَ اللهُ بَيۡنِي وَبَيۡنَ القَوۡمِ وَهُوَ خَيۡرُ الحَاكِمِينَ...

میں نے اپنی ہواء و ہوس اور کسی (مادی دنیاوی) مفاد کے تحت قیام نہیں کیا ہے، میرا مقصد ظلم و فساد نہیں ہے، (بعض روایات میں ریا و سمعہ "کہنا سننا") میں اپنے جد کی امت کی اصلاح چاہتا ہوں، میرا مقصد امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے اگر کوئی میری اس دعوت کو حق ہونے کی بنا پر قبول کرتا ہے تو خدا ہمیشہ سے حق کا

مددگار ہے اور کوئی میری دعوت کو قبول نہ کرے تو میں صبر و تحمل سے کام لوں گا تاکہ خدا میرے اور اس قوم کے درمیان فیصلہ کردے۔

امامؑ امت مسلمہ میں رچے بسے انحرافات کے خلاف دعوت اصلاح کے ذریعہ جہاد فرمارہے تھے اور نازک ترین موقع پر بھی اس کی جانب لوگوں کو متوجہ کر رہے تھے.... امام حسینؑ نے اموی یزیدی لشکر سے میدان جہاد میں خطاب کرتے ہوئے جو کچھ ارشاد فرمایا ہے اس کے وحیدہ و وحید جملوں سے یزید کے ہمنواؤں کی سیرت و کردار کی خرابیوں کا پتہ چلتا ہے، تم صرف اس لئے میرے خلاف لڑ رہے ہو کہ تمہیں بنی امیہ نے دنیا کے حرام مال کا ایک معمولی حصہ دیدیا ہے تاکہ تم صرف ذلت کی زندگی بسر کرو... اس کے بعد تفصیلی انداز میں فرماتے ہیں: تمہارے سروں پر خاک ہو! اے غلامی کی زندگی بسر کرنے والو، کتاب خدا کو ترک کرنے والو، شیطان کا دھوکہ کھانے والو، اللہ کی نافرمانی پر اتحاد کرنے والو، کتاب خدا میں تحریف کرنے والو، اولاد انبیاء کے قاتلو، اوصیا و عترت کو نابود کرنے کی کوشش کرنے والو، ناجائز بچوں کو اپنے نسب سے ملانے والو، مومنین کو تکلیف پہونچانے والو، انبیاء کا تمسخر کرنے والو اور کتاب خدا کو پارہ پارہ کرنے والے کے ساتھ تم نے کس قدر عظیم جرائم کا ارتکاب کیا ہے اور ابدی عذاب مول لے لیا ہے، تم نے معاویہ بن ابو سفیان کے بیٹے کی مدد اور ہم سے روگردانی کی ہے.... قسم بخدا عہد شکنی تمہارا شعار ہے، آبِ بے وفائی سے تمہاری جڑیں سیراب ہوتی ہیں اور تمہاری شاخوں کو قوت ملی ہے.... تم خبیث ترین پھل ہو جو ہر غاصب کا لقمہ بنتا ہے.... لوگو! جو کچھ مجھے کہنا چاہئے تھا میں نے کہہ دیا اور خوف خدا کو یاد دلایا اب میں اپنے خاندان کے ہمراہ، دوستوں کی قلّت، دشمنوں کی کثرت اور یار و مددگار کے نہ ہونے کے باوجود جہاد کیلئے آمادہ ہوں۔

اس کے بعد آنحضرتؑ نے یہ اشعار پڑھے:

فإن نهزم فهذا مون قدما وان نُهزَم فغير مُهزَّمينا

اگر ہم دشمنوں کو شکست دیں تو ہمارا شیوہ ہے اور اگر ہم بظاہر ناکام ہوئے تو ہم در حقیقت ناکام نہیں ہیں۔

وما إن طبنا جبنُ ولكن منايانا و دولة آخرينا

خوف و ترس ہمارے قریب نہیں آتا جب تک ہم زندہ ہیں ظالموں کی مخالفت کرتے رہیں گے ہماری موت کے بعد ہی وہ حکومت کریں گے۔

فقل للشامتين بنا افيقوا سيلقى الشامتون كما لقينا

ہمیں شماتت کرنے والوں کو بتا دو کہ جس طرح موت آج ہمارے پاس آرہی ہے کل تمہارے پاس بھی آئے گی۔ (جہاد الحسینؑ بحوالہ اعیان الشیعہ ج ا، ص ۱۵۵)

در حقیقت امامؑ کے جہاد نے اسلامی معاشروں کے ضمیروں میں بیداری پیدا کی اور جذبہ جہاد جو اس وقت تقریباً مردہ ہو چکا تھا تازہ شعلہ بن گیا اور ان میں نئی روح پھونک کر جدید ولولہ پیدا کر دیا۔

امام حسینؑ نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا جہادی طریقہ مجمع کو خطاب کرنے کے ساتھ انفرادی طور پر بھی لوگوں کو متوجہ کیا چنانچہ یزید کے امیر لشکر عمر بن سعد سے امامؑ نے فرمایا: اے ابن سعد! تجھ پر افسوس ہے کہ تو خوف خدا نہیں رکھتا اور میرے ساتھ لڑنے کیلئے آمادہ ہے تجھے معلوم ہے کہ میں کس کا بیٹا ہوں؟ اس قوم کو چھوڑ کر میری طرف آجا تا کہ تو خدا کے قریب ہو جا۔ ابن سعد نے جواب میں کہا: مجھے ڈر ہے کہ وہ میرے گھر کو تباہ و برباد کر دیں گے۔ امامؑ نے فرمایا کہ میں تیرے لئے گھر بنا دوں گا۔ ابن سعد نے کہا کہ یہ لوگ میرے جائداد پر قبضہ کر لیں گے۔ امامؑ نے فرمایا: حجاز میں جو میرے پاس مال و دولت ہے اس میں سے تجھے تیری جائداد سے بہتر دیدوں گا۔ ابن سعد نے کہا کہ میں اپنے بچوں کے بارے میں خوفزدہ ہوں۔ امامؑ نے فرمایا: خدا کرے تیرا سر بستر خواب پر ہی کٹ جائے اور روز محشر تیرا گناہ نہ بخشا جائے، مجھے امید ہے کہ عراق کا گندم زیادہ نہیں کھا سکے گا۔۔۔ ایسے بیمار، دق زدہ معاشرہ میں عملی جہاد کے ذریعہ روح انقلاب کا پھونک دینا، امامؑ کا ہی کام تھا، جس میں وہ اس طرح کامیاب ہوئے کہ مسلمانوں میں جذبہ جہاد ابھرا اور معاشرہ کی تعمیر نو کرنے میں مشغول ہوئے۔

راہ جہاد کو طے کرتے ہوئے حر ابن یزید ریاحی سے امامؑ کی ملاقات ہوئی اس نے امامؑ سے عرض کیا کہ آپ اپنی جان خطرہ میں نہ ڈالئے جنگ ہوگی تو آپؑ کی موت یقینی ہے۔ امامؑ نے اس کے جواب میں فرمایا: کیا تو مجھے موت سے ڈراتا ہے۔؟ میں تجھے وہی جواب دے سکتا ہوں جو قبیلہ اوس کے ایک فرد نے اپنے چچازاد بھائی کو دیا تھا۔ قبیلہ اوس کا یہ فرد پیغمبر اکرمؐ کے ساتھ لڑنے کیلئے جانا چاہتا تھا تو اس کے چچازاد بھائی نے کہا: مت جاؤ، تم مارے جاؤ گے۔ تو اس نے شعر کی صورت میں جواب دیا۔

سأمضی وما بالموت	إذا مانوی خیراً جاهد
و واسی الرّجالِ الصّا	وخالف مثبورا و فارق
فإن عشت لم أندم	ألم کفی بك ذلاً إن تعیش و

میں جا رہا ہوں کیونکہ اگر انسان راہ خیر میں مسلمان ہو کر جہاد کرے، نیک بندوں کی مدد کرے اور مجرموں و فاسقوں کی مخالفت میں مارا جائے تو یہ اس کیلئے باعث ننگ نہیں ہے اگر میں مارا جاؤں گا تو کوئی حرج

نہیں ہے اور اگر میں زندہ رہوں تو میں مورد ملامت نہیں ہوں لیکن تیری ذلت کیلئے اتنا کافی ہے کہ تو ذلت کی زندگی گزار رہا ہے۔ (جہاد حسینؑ بحوالہ الطبری، ج۴، ص ۲۵۳)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کربلا میں امام حسینؑ کے اصلاحی بیانات نے ہمیشہ کیلئے یہ پیغام دیدیا کہ کوئی انسان، انسانیت کا سودا نہ کرے، فساد کے خلاف جہاد کرتا رہے اپنی ہر چیز کو ایمان و عقیدہ کی راہ میں قربان کردے تاکہ معاشرہ میں امن و سکون کا ماحول پیدا ہو اور فساد و بے راہ روی کا خاتمہ ہو۔

جہاد امام حسینؑ نے انسانی سماج کے جمود و خمود کو توڑا، فکروں پر جمی ہوئی گرد کو اڑایا اور جدید ولولہ و جذبہ کے ساتھ قوم کو ابھارا، ظلم وجور کے مقابل صف آرا ہونے کیلئے آمادہ کیا جس کی بناپر یزید کی حکومت کے دائرہ میں تحریکات انقلاب نے ماحول کو ساز گار بنایا اور اس کے دور رس اثرات اور طول تاریخ میں فائدہ بخش نتائج سامنے آتے رہے، تابعین کا انقلاب، مدینہ کا انقلاب، جناب مختار کے قیام وغیرہ کو اسی جہاد حسینی کے آئینہ میں دیکھا جاسکتا ہے موجودہ دور میں بھی انقلابی صحیح تحریکات کے چلانے والے جہاد امامؑ ہی سے بہت کچھ حاصل کرکے کامیابی سے مالا مال ہوتے ہیں۔

امام حسینؑ کی معرفت رکھنے والی قوم ایام عزا میں اسی جہاد کی یادگار مناتی ہے جس سے روح جہاد میں تازگی پیدا ہوتی ہے اور ظلم کے خلاف قیام کرنے کا جذبہ پائدار ہوتا ہے، عزاداری کے مخصوص ایام محرم وصفر کے مہینے ہیں ان میں کثرت سے شب و روز پیغام جہاد امام حسینؑ کو بیان کیا جاتا ہے تاکہ جہاد کے جوش میں کوئی کمی نہ پیدا ہو اور عقیدہ و ایمان کیلئے قربان ہونے کا حوصلہ جاگتا رہے، عصر حاضر کے عظیم مجاہد اور بانی انقلاب اسلامی ایران آیت اللہ العظمی سید روح اللہ خمینیؒ نے مسلسل ارشاد فرمایا ہے:

ماہر چہ داریم از محرم و صفر است۔

ہمارے پاس جو کچھ بھی انقلابی پیغام اور جہادی سرمایہ ہے محرم وصفر کی وجہ سے ہے۔

ہندوستان کی عزاداری میں جو مذہبی دینی شعائر پائے جاتے ہیں وہ جہاد کربلا کے واقعات اور تعلیمات کو زندہ رکھنے کا بہترین وسیلہ ہیں اس واقعہ میں درد و غم بھی ہے اور مخصوص دینی فکر کی تحریک بھی۔

حسینؑ درد کے دریا بہا دیئے تو نے　　دماغ وضع کیئے دل بنا دیئے تو نے

مولانا ابوالکلام آزاد نے اس کی توصیف اس طرح کی ہے: "ارباب درد و غم کیلئے یہ ایک ایسی داستان ہے جو صدیوں سے موجود ہے جو کبھی بھلائی نہیں جاسکتی اور اگر لوگ اسے بھلا بھی دیں تو ہر سال چند ایسے ماتم آلود دن

ہیں جو تازگی زخم کہن کیلئے موجود ہوتے ہیں جو از سر نو تیرہ سو سال پیشتر کے ایک حادثہ عظیم کی یاد پھر سے تازہ کر دیتے ہیں، فی الحقیقت یہ آزادی، حریت، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی عظیم الشان انسانی قربانی تھی، دنیا میں ہر چیز مر جاتی کہ فانی ہے مگر خون شہادت کے ان قطروں کیلئے جو اپنے اندر حیات الٰہیہ روح رکھتے ہیں کبھی بھی فنا نہیں ہے"۔ (کربلا شناسی از مولانا آزاد)

❖